OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 66-87

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کی حیات اور خدمات کا صوفیانہ پہلو

Spritual Aspect of Allama Alusi: His Life and Scholarly works

Salah Uddin

Chairman Department of Humanities Lasbela University of Agriculture Water and Meren Sciences

Sabir Ali

Lecturer Islamic Studies, Lasbela University of Agriculture Water and Meren Sciences

Abstract

Mahmud bin Abdullah known as Allama Alusi was the Mufti of Baghdad. His genealogy goes back to the Prophet's grandson, Hazrat Hussain bin Ali, for that reason he is called Al-Husseini. He was born in the city of Alus. He got education from all the esteemed scholars of science and art of the thirteenth century AH. After acquiring knowledge, he continued to perform various scholarly services in which he took charge of Hanafi Masnad-e-Ifta by the orders of Sultan. He was a mujtahid, jurist, commentator, writer, poet, best calligrapher and his poetry also has a special place in Arabic literature. With all these sciences, a prominent aspect of his life he was a Sufi who linked with the Naqshbandiyya through his spritual leader shaihk Khalid Kurdi. The style and content of his commentary “Ruh al-Maani” has influenced almost all the commentators of the subcontinent. There is probably no Urdu commentary in the subcontinent which is not directly or indirectly influenced by Allama Alusi Baghdadi. He lived a short life of 53 years but left a huge impact of knowledge for the rest of the world. He was buried in the tomb of Sheikh Maroof Karkhi.

Keywords: Alusi, Mahmud, Mufti Baghdad, Thireenth Century, Tafseer Roohul Maani, Hanafi Musnad Ifta, Sultan.

تصوف تلاشِ احسن کی ہمہ گیر تحریک اور صیانت عقیدہ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ صوفیا نے ہر میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اسی طرح صوفی ادب کے اندر ان کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ مقالہ ہذا میں علامہ آلوسی کی حیات اور ان کا صوفیانہ پہلو مذکور ہے۔

مختصر تعارف

آپ کا نام محمود بن عبد اللہ بن محمود ہے۔

کنیت

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کی کنیت ابو الثناء اور ابو الفضل ہے۔

لقب

آپ کا لقب شہاب الدین ہے۔

کامل شجرہ نسب

محمود شہاب الدین ابوالثناء بن عبد اللہ بن محمود بن درویش بن عاشور بن محمد بن ناصر الدین بن حسین بن کمال الدین بن شمس الدین بن محمد بن شمس الدین بن حارس بن شمس الدین بن شہاب الدین بن ابیال قاسم بن امیر بن محمد بن بیدار بن عیسیٰ بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن محمد الاعرج بن موسیٰ المبرقع بن محمد الجواد بن علی الرضی بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔ (۱)

تاریخ اور جائے ولادت

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ جمعہ کے دن ۱۴ شعبان المبارک ۱۲۱۷ء بمطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۰۲ھ کو سرزمین بغداد کے تاریخی دریا فرات کے وسط میں واقع آلوس نامی بستی میں پیدا ہوئے اور اسی گاؤں کی نسبت سے آپ آلوسی کہلاتے ہیں اور بغداد سے تعلق کی بنا پر آپ مفتی بغداد سے مشہور ہیں۔ (۲)

شہر آلوس کی خاص بات

آلوس شہر کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں کے باشندے حصول علم کے بہت زیادہ شوقین ہیں۔ یہ لوگ اپنے بیٹے، بیٹیوں سب کو ذوق وشوق سے مدارس میں حصول علم کے لئے بھیجتے

تھے اوران میں باہم کوئی فرق نہ رکھتے۔

شہر آلوس کی مشہور شخصیات

آلوس شہر کو جن شخصیات کے سبب خاص شہرت حاصل ہے اس میں سب سے نمایاں نام علامہ شہاب الدین آلوسی ہے بطور تمیز آپ کو آلوسی کبیر کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ شیخ محمود شکری آلوسی، شیخ نعمان آلوسی، شیخ احمد شاکر آلوسی، شیخ عبد اللہ بہاء الدین آلوسی، شیخ عبد القادر بن حسین عفیف الدین جیلانی، الحاج مصطفی آلوسی، شیخ عبد القادر الملقب بالطیار وغیرہ جیسی عظیم علمی شخصیات شامل ہیں۔

حسینی نسبت کی وجہ تسمیہ

چونکہ آپ کا شجرہ نسب نواسہ رسول حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے جاملتا ہے، اسی مناسبت سے آپ الحسینی کہلاتے ہیں۔

آلوسی نسبت کی وجہ تسمیہ

صوبہ انبار میں دریافرات کے بیچوں بیچ ایک شہر ہے جس کا نام ''آلوس'' ہے، ہلاکو خان نے جب بغداد پر چڑھائی کی تو آپ کے آباؤاجداد نے اس کے شر سے بچنے کے لئے اس شہر ''آلوس'' کی طرف ہجرت کی اور یہاں آکر آباد ہوئے اسی نسبت سے آپ آلوسی کہلاتے ہیں۔

تعلیم وتدریس

مفتی بغداد علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ سادات گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے اثرات انکی زندگی اور تعلیم وتربیت پر نمایاں نظر آتے ہیں اور علمی خاندان میں آنکھ کھولنے کا نتیجہ تھا کہ آپ نے صرف تیرہ(۱۳)سال کی عمر میں مروجہ تمام عقلی و نقلی علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور تحصیل علم کے بعد آپ مختلف علمی خدمات سرانجام دیتے رہے جس میں حکم سلطانی پر۱۲۴۸ھ میں حنفی مسند افتاء کی ذمہ داری سنبھالی، لیکن بعد میں معزول کردیئے گے۔اس کے علاوہ آپ نے بے شمار مدارس میں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیں، جن میں چند ایک کے نام درج ذیل ہیں: مدرسہ الحاج امین الحلبی، المدرسۃ العمریۃ، مدرسہ الحاج نعمان الباجہ، المدرسۃ القادریہ، المدرسۃ المرجانیہ وغیرہم۔

موصل کا سفر

چند برس تدریس کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ کی علمی پیاس تیز ہوئی اور آپ نے مزید علم کے حصول کے لئے موصل اور قسطنطنیہ کا سفر اختیار کیا، نہایت قلیل عرصہ میں اللہ رب العزت نے آپ کو وافر مقدار علم عطا فرمایا اور منطق و فلسفہ، صرف و نحو، عربی ادب، فقہ اصول فقہ، حدیث اصول حدیث اور تفسیر پر عبور حاصل کیا۔ اس دوران سلطان عبد المجید سے آپ کی ملاقات ہوئی، اس نے آپ کا بہت ادب و احترام کیا اور آپ کو اکرام سے نوازا۔

اساتذہ کرام

آپ نے تیرہویں صدی ہجری کے تمام ذی قدر ماہرین علوم و فنون علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے فرمائے، ذیل میں آپ کے چند مشہور اساتذہ کے نام درج کئے جاتے ہیں حضرت علامہ خالد النقشبندی علیہ الرحمۃ، شیخ علی السویدی، علاء الدین الموصلی علیہ الرحمۃ، عبد العزیز الشواف، امین الحلی اور آپ کے والد محترم علیہ الرحمۃ شامل ہیں۔"[۳]

مسلک و مشرب

عظیم مفسر قرآن مفتی بغداد نے احناف فقہاء کرام سے پڑھا اس لئے فقہی احکام میں آپ امام اعظم امام ابو حنیفہ کی آرا کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ بعض مقامات پر امام شافعی علیہ الرحمۃ سے اتفاق کرتے نظر آتے ہیں اور تصوف میں آپ نے نقشبند سلسلہ تصوف کے صوفیاء کی صحبت اختیار کی۔

سفر آخرت

دنیائے اسلام کی ایک عبقری شخصیت متقدمین علماء کے علوم و فنون کا عکس اور متاخرین کے لئے رہبر و رہنما حضرت علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے ۵۳ برس کی مختصر زندگی بسر کی مگر رہتی دنیا کے لئے ایک بڑا علمی ذخیرہ چھوڑ کر ۲۵ ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو وصال فرمایا۔ آپ شیخ معروف کرخی کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کی علمی و دینی خدمات

آپ بیک وقت مجتہد، فقیہ، مفسر، ادیب، شاعر اور بہترین خطاط کے مناصب پر فائز تھے اور ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے، علمی فنون پر تو آپ کی کتب بطور ثبوت موجود ہیں لیکن ساتھ ہی

ساتھ آپ کی خطاطی آج بھی اعلیٰ معیار کی خطاطی مانی جاتی ہے اورآپ کے فن پارے دنیامیں مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔ آپ کو فن خطاطی کی اجازت سفیان الوہبی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہے جو کہ بغداد کے مشہورومعروف خطاطین میں سے ایک تھے۔اسی طرح آپ کی شاعری کو عربی ادب میں ایک خاص مقام حاصل ہے بطور نمونہ ایک شعر پیش خدمت ہے:

وانی مللت السجع من اجل انه لمعظم اهل الروم قد کسد السجع

وکم فقرة قد احکمتها قریحتی تلوت بارجاها فماساغهاسمع

تصنیف و تالیف

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے صرف تیرہ برس کی عمر میں تدریس شروع کی،اور تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری وساری رہا، آپ علیہ الرحمہ وصال کے وقت علم کاایک قیمتی خزانہ چھوڑ کر گئے ،افسوس کہ اس میں سے بیشتر ضائع ہو چکاہے یانایاب ہے ،بہر حال آپ کی مشہور تصنیفات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) تفسیر روح المعانی

(۲) نشوة الشمول فی السفر الی اسلامبول

(۳) نشوة المدام فی العود الی دار السلام

(۴)غرائب الاغتراب

(۵)دقائق التفسیر

(۶)الخریدة الغیبیة

(۷) کشف الطرة عن الغرة

(۸)حاشیة قطر الندی

(۹)شرح سلم المنطق

(۱۰) الفیض الوارد فی شرح قصیدة مولاناخالد

(۱۱)الرسالة اللاهوریة

(۱۲) الاجوبة العراقیة

(۱۳) البرهان فی اطاعة السلطان

(۱۴)الطراز المذھب فی شرح قصیدۃ الباز الاشھب

(۱۵)شھی النغم فی ترجمۃ شیخ الاسلام وولی النعم

(۱۶)النفحات القدسیۃ

(۱۷)حاشیۃ الحنفیۃ علی میر ابی فتح

(۱۸)الفوائد السنیۃ

(۱۹)رسالۃ فی الجھاد

(۲۰) المقامات الآلوسیۃ

(۲۱)المقامات

(۲۲)سفر المزادلسفر الجھاد

(۲۳)بلوغ المرام من حل کلام ابن عصام

(۲۴)شجرۃ الانوار

(۲۵)نھج السلامۃ

(۲۶)التبیان فی شرح البرھان

(۲۷)عقب العزاوی علی آثارہ

(۲۸)شرح بہ قصیدۃ لعبدالباقی الموصلی

(۲۹)شرح بہ درۃ الغواص للحریری

مذکورہ کتب کے علاوہ بھی آپ کے بے شمار رسائل اور کتب ہیں جن میں سے بعض شائع ہوچکی ہیں اور بعض مخطوطات کی شکل میں کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں تمام عقلی و نقلی علوم میں آپ کو مہارت حاصل تھی اور آپ کی تصنیف و تالیف پر اس کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔"(۴)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اور معتزلہ

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اسلاف کے مذہب کے مطابق سنی العقیدہ تھے، اسی لئے آپ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں مختلف مقامات پر معتزلہ کا خصوصی طور پر رد کیا ہے مثلاً آیت مبارکہ

"اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ" (۵) کی تفسیر میں طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

"معلوم لاحاجة فيه الى الاضافة ،ولاباعتبار الايجاداسقلالاً من غير التوقف على اذن الفعال لمايريد فانه اعتبارعليه غبار ،بل غبارليس اعتبار ،فلاتهولنك جعجعة الزمخشری وقعقته" (۶)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اور اہل تشیع

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں اہل تشیع کا بھی خصوصی طور پر رد فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ جمعہ کی آیت کریم:

"وإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْواً انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً قُلْ مَا عِندَ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ اللهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ" (۷)

(اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے، اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے)۔

اس کا آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور اور حسبِ دستور اعلان کیلئے طبل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا لوگ بایں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ دیر کرنے سے اجناس ختم ہو جائیں اور ہم نہ پا سکیں اور مسجد شریف میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔" (۸)

اہل تشیع اس آیت کو بنیاد بنا کر حضرت ابو بکر و عمر جیسے کبائر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے نماز پر تجارت ولھو کو ترجیح دی جبکہ نماز دین کا ستون ہے وغیرہ۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے روح المعانی میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

"وطعن الشيعة لهذه الآية الصحابة رضى الله عنهم بانهم آثروا الدنياعلى آخرتهم حيث انفضوا الى اللهو والتجارة ورغبوا عن الصلاة التى هي عمادالدين وافضل من كثير من العبادات،

لاسیمامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وروی ان ذلک قدوقع مراراًمنهم وفیهم ان کبار الصحابة كأبي بكروعمروسائر العشيرة المبشرة لم ينفضوا القصة كانت فی اوائل زمن الهجرة .ولم يكن أكثر القوم تام التحلی بحلية آداب الشريعة بعد،وكان قد أصاب اهل المدينة جوع وغلاء سعر .فخاف اولئک المنفضون اشتداد الامر عليهم بشراء غيرهم مايقتات به لولم ينفضوا ولذا لم يتوعدهم الله علی ذلک بالنار أونحوها،بل قصاری مافعل سبحانه انه عاتبهم و وعظهم ونصحهم ورواية ان ذلک وقع منهم مرارا ان اريد بها رواية البيهقی فی شعب الايمان عن مقاتل بن حيان انه قال: بلغنی و الله تعالی اعلم انهم فعلوا ذلک ثلاث مرات،فمثل ذلک لايلتفت اليه ولايعول عندالمحدثين عليه .وان اريد بها غيرها فليبين وليثبت صحته .وانی بذلک؟ وبالجملة :الطعن بجميع الصحابة لهذه القصة التی كانت من بعضم فی اوائل امره وقد عقبها منهم عبادات لاتحصی سفه ظاهرو جهل وافر ''(۹)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اور سائنسی علوم

تفسیر روح المعانی میں جہاں آپ کو قرآن پاک کی آیات اور ان کے متعلق مختلف تفسیری اقوال نظر آئیں گے وہیں ساتھ ساتھ سائنسی علوم کی جھلک بھی دیکھنے کو ملے گی۔ امام آلوسی علیہ الرحمۃ نے علم ہیئت اور علم حکمت کا اپنی تفسیر میں ذکر فرمایاہے اوراس کے متعلق نکات بیان فرمائے ہیں جن سے پتہ چلتاہے کہ آپ کوعلوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی علوم پر بھی دسترس حاصل تھی اور ہمارے علماء کے لئے یہ بات قابل تقلید ہے کہ وہ بھی علامہ آلوسی جیسے بزرگان دین کی طرح دینی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم پر بھی دسترس حاصل کریں کیونکہ انہیں زمانے کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیناہے۔اس لئے میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ علمائے دین کی بارگاہ میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ مدارس میں اپنے نصاب کے اندر کچھ تبدیلی لائیں اور قدیم فلسفہ کی جگہ جدید سائنسی کتب شامل کریں تاکہ ان مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلنے

والے علماء دین کسی طور پر بھی یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹس سے کم نہ ہو اور وہ دینی و دنیاوی دونوں محاذوں پر اپنی ذمہ داری بخیر وخوبی احسن طریقے سے پوری کر سکیں، اور اس سلسلے میں علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کی ذات ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

علامہ آلوسی اور فقہی مسائل

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں جگہ جگہ فقہی مسائل بھی ذکر فرمائے ہیں اور فقہی مسائل کے حوالے سے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آیات احکام نقل کرتے وقت آپ تمام مذاہب کے فقہاء کرام کے مؤقف کو ہو بہو ان کے دلائل کے ساتھ نقل فرماتے ہیں اور اس میں کسی قسم کے تعصب کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا یہ طرز عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ فروعی مسائل میں عدم تعصب کے قائل تھے۔ آپ کی ذات سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہمیں بھی تحمل، بردباری، برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ ذہنی سکون اور اطمینان قلبی حاصل ہو۔

روح المعانی سے علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کے عدم تعصب کی مثال ملاحظہ ہو۔ آپ مہر مثل کے بارے میں آیت مبارکہ: "**ومتعوهن على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعاً بالمعروف حقا على المحسنين** "(۱۰) کو نقل کرنے کے بعد مذاہب اربعہ کے دلائل کو ہو بہو نقل کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے اور نہ ہی نقل کرنے میں کسی تعصب کا اظہار کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

> ''قال الامام مالک: المحسنون المتطوعون ،وبذلک استدل على استحباب المتعة وجعله قرينة صارفة للامر الى الندب وعندنا) :الاحناف(هي واجبة للمطلقات في الآية ،مستحبة لسائر المطلقات۔وعندالشافعي رضى الله عنه في احدقوليه :هي واجبة لكل زوجة مطلقة اذاكان الفراق من قبل الزوج الاالتي سمى لها وطلقت قبل الدخول ،ولمالم يساعده مفهوم الآية ولم يعتبر بالعموم في قوله تعالىٰ:وللمطلقات متاع بالمعروف حقاً على المتقين)۔ (البقرة:۲۴۱)؛ لانه يحمل المطلق على المقيد، قال بالقياس وجعله مقوماً على المفهوم لانه من الحجج القطعية

دونه، واجیب عما قاله مالک، بمنع قصر المحسنین علی المتطوع، بل هو اعم منه ومن القائم بالواجبات، فلاینافی الوجوب، فلایکون صارفاً للامر عنه مع ماانضم الیه من لفظ حقاً،،(۱۱)

علامہ آلوسی اور ردِ اسرائیلیات

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں ایسی اسرائیلیات اوراخبار مکذوبہ کارد کیاہے جو بعض مفسرین کے نزدیک صحیح ہیں مثلاً قصہ عوج بن عنق کے حوالے سے آیت مبارکہ: "ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا"(۱۲) کے تحت لکھتے ہیں:

(نجدہ یقص قصة عجیبة عن)عوج بن عنق (ویرویھا عن البغوی ،واقول :قدشاع امر عوج عندالعامة ونقلو فیه الحکایات شنیعة وقال ابن القیم : من الامور التی یعرف بھا کون الحدیث موضوعاان یکون ممأتقوم الشواھد الصحیحة علی بطلانه کحدیث عوج بن عنق

اور فتاوی ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ قصہ عوج اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سے حکایت کیا جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، سب من گھڑت ہے۔

کتنی جرأت کی بات ہے کہ کوئی شخص اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھے اوراس سے بھی حیرانی وتعجب کی بات یہ ہے کہ بعض مفسرین نے اسے کتب تفاسیر میں ذکر بھی کیاہے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کے تصوف پر مبنی آرا

ان تمام علوم کے ساتھ آپ کی زندگی کا نمایاں پہلو تصوف وروحانیت ہے یعنی جس طرح آپنے مذکورہ بالا علوم سیکھنے کا اہتمام کیا اسی طرح روحانی تزکیہ نفس کے لئے صوفی بزرگ علامہ شیخ خالد بن حسین ضیاء الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ بیعت ہوئے جو حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ تھے اور شام میں رہتے تھے، علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ اور تفسیر روح المعانی کے مصنف علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مرید ہیں۔(۱۳) ان کے دادا پیر ومرشد سے منسوب روایت ہے: کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کو الہام ہوا کہ اے مظہر جان جاناں! تو بڑا نازک مزاج ہے،

میری ایک بندی ہے، زبان کی بہت کڑوی ہے۔ اگر تو اس سے شادی کر لے اور اس کے ساتھ نباہ کر دے تو میں سارے عالم میں تیرا ڈنکا پٹوا دوں گا، تجھ کو اتنی عزت دوں گا کی ساری دنیا تیرا نام ہو جائے گا، تجھ سے دین کا زبردست کام لوں گا۔ فوراً جا کر شادی کر لی، اب صبح و شام صلوات سن رہے ہیں، صلوات یعنی ٹیڑھی ٹیڑھی کڑوی کڑوی باتیں، لیکن کیا انعام ملا؟ ان کے خلیفہ ہوئے شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ ہوئے مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ شام میں، ان ہی کے سلسلے میں مفسرِ عظیم علامہ سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ داخل ہوئے اور ان ہی کے سلسلے میں علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ڈنکا پٹوا دیا۔ ایک طالب علم نے کہا کہ آج میں نے آپ کے لیے کھانا مانگا تو آپ کو بہت برا بھلا کہہ رہی تھی۔ آپ نے کیوں ایسی عورت سے شادی کی؟ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے وقوف! اس کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرنے سے اللہ نے مجھ کو اتنا تعلق، اتنا قرب عطا کیا ہے کہ آج سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ مجھے اللہ نے ایسی عزت دی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مخلوق کی ایذا پر صبر سے اللہ تعالیٰ انعام بھی بہت بڑا دیتے ہیں۔ (۱۴)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے "اشاریہ" عنوان کے تحت متعلقہ قرآنی آیات کی روحانی پہلو کا اہتمام کرتے ہیں اسی پہلو کو مد نظر کر جامعہ اردن کے خلیل احمد عابد نے تفسیر روح المعانی میں وارد صوفیانہ اقوال کو یکجا کر کے ماسٹر کا مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان "التفسیر الاشاری فی تفسیر روح المعانی" ہے۔ (۱۵)

اشاری تفسیر کرنا

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح میں صوفیاء کے مشہور و مخصوص اسلوبِ تفسیر "اشاری" کے مطابق تصوف کے باریک نکات کا استنباط بھی کرتے ہیں مثال کے طور پر:

> ''ومن باب الاشارۃ انه تعالى مثل البدن بالارض، والنفس بالسماء، والعقل بالماء، وما افاض على القوابل من الفضائل العلمية والعملية المحصلة بواسطة استعمال والحس ۔۔۔ الخ''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بدن کو زمین کے ساتھ، نفس (روح) کو آسمان کے ساتھ اور عقل کو پانی کے ساتھ تشبیہ دی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان پر جو علمی اور عملی فیضان کیا اور جو ان کو عقل و

حس کے ذریعے حاصل ہوا، ان سب کو ثمرات سے تشبیہ دی۔ اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر احسان ظاہر فرما کر ان کو اور ان سے قبل لوگوں کو پیدا کیا تو اس کے بعد ایسی چیز ذکر فرمائی جو ان کو اپنی تخلیق کی کیفیت جاننے میں مدد دے۔ تو زمین سے پیدا ہونے والے ثمرات ان اولاد کی طرح ہے جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتی ہے۔ ان سب میں انسان کی رہنمائی ہے تاکہ ان کی عقلیں معلوم کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو کس طرح پیدا فرمایا ہے اور ان کو معلوم ہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ان اثمار (میوہ جات) کو پیدا فرماتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق بھی اس طرح فرمائی ہے تاکہ انہیں اپنے رب کی معرفت میں ہدایت ملے۔[۱۶]

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ کے لئے قدس سرہ، اور شیخ اکبر جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں مثلاً آپ نے بسم اللہ کی "ب" کی تحت تحریر کیا ہے کہ جب عارف شبلی علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا: آپ شبلی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں "با" کے نیچے والا نقطہ ہوں۔ میرے شیخ اکبر شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا: عارف شبلی علیہ الرحمۃ کی "با" معتبر ہے اور اس چھوٹے سے نقطہ میں دل کے لئے نصیحت ہے۔ اعلیٰ بندگی کا راز اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ اس لئے حق کے قائم مقام ہے، پس عبرت پکڑو، کیا بسم سے اصل کو حذف نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ اس کا بدل ہے، پس یہ جائے پناہ ہے۔[۱۷]

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے "شواہد الحق" میں لکھا ہے کہ ان کا پوتا نعمان آلوسی شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اور شیخ ابن تیمیہ کے افکار سے متاثر تھا اور اس نے ان کی تفسیر کے بعض مقامات میں تحریف کر دی ہے۔[۱۸]

تفسیر روح المعانی کا تاریخی پس منظر اور امتیازی خصوصیات

تفسیر روح المعانی کی تصنیف کا پس منظر

صاحب تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں کہ ۱۲۵۲ھ ماہ رجب جمعہ کی شب میں نے خواب دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ خواب بھی بہت عظیم تھا جہاں آسمان اپنے طول و عرض میں پھیل جاتا ہے اور اللہ جل شانہ نے اسے لپیٹنے کا حکم دیا اور میں نے ایک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھالیا اور دوسرا زمین کی طرف چھوڑ دیا فرماتے ہیں خواب کی تعبیر کے لئے میں نے کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ اس خواب میں قرآن مجید کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے:

''رأیت فی بعض لیا لی الجمعة من رجب الا صم سنة الف والاثنین والخمسین بعد هجرة النبیﷺ رؤیة لااء عدها اء ضغاث احلام ولا احسبها خیالات اوهام ان الله جل شانه وعظم سلطانه امرنی بطی السماوات والا رض ورتق فتقهما علی الطول والارض فرفعت ید الی السماء وخفضت ا لاخری الی مستقر الماء ثم انتبهت من نومتی ، وانا مستعظم رؤیتی فجعلت افتش لها عن تعبیر فریئت فی بض الکتب انها اشارة الی تالیف تفسیر ''(۱۹)

تفسیر روح المعانی کا زمانہ تصنیف اور خلافت عثمانیہ

مفتی بغداد علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے خواب کی تعبیر کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے اس عظیم کام کا باقاعدہ آغاز ۱۶ شعبان ۱۲۵۲ھ کو کیا گیا اور اس وقت مفسر موصوف کی عمر ۳۴ برس تھی، سولہ سال کی انتھک کوشش و محنت کے نتیجہ میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔

مزید لکھتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ تفسیر تحریر فرمائی اس وقت خلافت عثمانیہ اپنے عروج پر تھی اور محمود خان العدلی ابن السلطان عبد الحمید خان وقت کے خلیفہ تھے، مذکورہ سلطان کے وزیر الوزراء علی رضا پاشا کے سامنے آپ نے اپنی یہ کتاب پیش کی اور اسی وزیر نے اس کتاب کا نام روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی تجویز فرمایا۔

مفتی بغداد علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: فعصنت الحال لدی حضرت علی رضا باشا فسماھعلیالفورروحالمعانیفیتفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی۔ ''(۲۰)

علامہ آلوسی کا منہج تفسیر اور روح المعانی کا سابقہ کتب تفاسیر سے موازنہ

تفسیر روح المعانی سے قبل بھی کئی کتب تفاسیر لکھی گئیں لیکن اس کی خاصیت اور انفرادیت یہ ہے کہ اس میں آپ علیہ الرحمہ نے سلف کی آرا کو روایۃ ودرایۃ دونوں اعتبار سے پیش کیا ہے، نیز اقوال خلف کو علمی امانت اور ذمہ داری سمجھتے ہوئے ہو بہو نقل کیا ہے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ روح المعانی پچھلی تمام کتب تفاسیر کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد روح المعانی سے قبل تصنیف کی گئی کتب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ ان سب کا مؤقف روح المعانی میں مل جاتا ہے۔ دوران مطالعہ قاری کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ سہولت کی خاطر تفسیر ابن عطیہ، تفسیر ابی حیان، تفسیر کشاف، تفسیر ابی سعود، تفسیر بیضاوی اور تفسیر امام فخر الدین

رازی علیہ الرحمۃ جیسی معتبر تفاسیر کے اقوال کو اس میں سمو دیا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قاری بیک وقت کئی تفاسیر کا مطالعہ کر رہا ہے۔

امام آلوسی علیہ الرحمۃ جب دیگر تفاسیر سے اقوال نقل کرتے ہیں تو وہ ایک خاص انداز سے نقل کرتے ہیں تاکہ قاری فوراً یہ سمجھ سکے کہ وہ کس کا قول پڑھ رہا ہے مثلاً علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ جب تفسیر ابی سعود کا کوئی اقتباس نقل کرتے ہیں تو اکثر فرماتے ہیں: قال شیخ الاسلام۔ اسی طرح اگر تفسیر بیضاوی کا اقتباس ہو تو قال القاضی کہتے ہیں اور اگر تفسیر رازی کا اقتباس ہو تو قال الامام کہہ کر ہر ایک اقتباس میں فرق کرتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر صاحب روح المعانی کے منہج کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ تمام اقوال ذکر کرنے کے بعد خود ہی یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کونسا قول سب سے بہتر یا مرجح ہے اور اسی طرح کسی قول پر تنقید مقصود ہو تو کسی اور کا سہارا نہیں لیتے بلکہ یہ کام بھی خود ہی انجام دیتے ہیں اور سب سے انفرادی بات یہ کہ آپ عام مصنفین کی طرح صرف ناقل ہی نہیں ہیں بلکہ تمام اقوال کے بعد اپنی رائے بھی ضرور پیش کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے جو علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اور ان کی تفسیر کو دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ زیادہ تر مسائل میں جداگانہ مؤقف رکھتے تھے اسی وجہ سے ان کی تفسیر میں بکثرت ایسے مقامات ہیں جہاں وہ تفسیر ابی سعود، تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابی حیان وغیرہ کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ان پر اعتراض کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا آپ نے متعدد مقامات پر تعقب فرمایا ہے بالخصوص فقہی مسائل میں علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے حنفی مذہب کی تقویت میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا رد کیا ہے۔

لغوی تفسیر

قرآنی الفاظ کے معانی اور تشریح توضیح فہم قرآن کے لئے ناگزیر ہے اور اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں اس کا اہتمام فرمایا، مثلا وہ لکھتے ہیں: **الصبر حبس النفس علی ما تکرہ۔**

یعنی: "صبر کے معانی ہیں بری چیزوں اور برائی کے کاموں پر نفس کو روکے رکھنا"۔ (۲۱)

صرفی ونحوی تفسیر

قرآنی صیغوں کا ردوبدل کلمات کا ربط جملوں کی حقیقت کا بیان تفسیر روح المعانی کی شان اور حسن کو دوبالا کر دیتا ہے، علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ جملوں کی وضع قطع خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں مثلا واذواعدنا موسی اربعین لیلۃ کے تحت لفظ موسی آیا منصرف ہے یا غیر منصرف علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "موسی اسم عجمی لا ینصرف للعلمیة والعجمیة" یعنی: ’’موسی غیر منصرف ہے کیوں کہ اس میں اسباب منع صرف میں سے دو اسباب علم اور عجمیت پائی جاتی ہے‘‘۔ مزید فرماتے ہیں کہ اربعین لیلۃ اس جملے میں ظرف ہے۔ وادنا کے لئے جیسے کہا جاتا ہے: جاء زید یوم الخمیس ۔

تاریخی تفسیر

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے انسانیت کی رہنمائی اور عبرت کے لئے تاریخی واقعات سے استدلال فرمایا لیکن بعض مفسرین نے اس کی تفسیر میں ہر قسم کا رطب ویابس جمع کر لیا اور حقیقت حال کو دھندلا بنا دیا۔ مفتی بغداد علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے بڑے محتاط طریقہ سے تحقیق کے اصولوں کے مطابق نہ صرف اسرائیلیات کا رد فرمایا بلکہ اسلامی روح کے مطابق قرآنی واقعات وامثال کی تشریح بھی فرمائی۔

فقہی تفسیر

اوائل اسلام سے مفسرین کرام نے فقہی مباحث کو موضوع بنایا اور مولانا یوسف بنوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں حدیث شریف کا مفہوم و مقصد معلق رہتا ہے جب تک کہ فقہ کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔ فقہی آیات کی تشریح کے حوالے سے بھی مفتی بغداد علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نمایاں مقام رکھتے ہیں اور فقہی احکام میں آپ فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ چند ایک مقامات پر آپ امام شافعی علیہ الرحمۃ سے اتفاق کرتے نظر آتے ہیں جو ایک طرف آپ کے وسیع الظرفی کا ثبوت دیتا ہے تو دوسری طرف فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق کا درس اس میں نظر آتا ہے مثلا: ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا کے فقہی دقائق بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :ای لا تزوجوا الکفار من المؤمنات سواء کان الکافر کتابیا او غیر ھوسواء کانت المؤمنة أمة أوحرة یعنی: ’’دین شریعت میں کوئی کافر مسلمان خاتون سے شادی

نہیں سکتا چاہے وہ اہل کتاب میں سے ہو یا کوئی اور ہو اور مسلمان خاتون چاہے آزاد ہو یا باندی ہو"۔ (۲۲)

کلامی تفسیر

وہ تفسیر جس میں عقائد کے مباحث سے بحث کی جائے صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں گمراہ فرقوں یعنی معتزلہ، جبریہ ، قدریہ اور رافضیہ کا رد فرمایا اور اہلسنت کے عقائد دلائل کی روشنی میں بیان فرمائے۔

ماثوری تفسیر

قرآن کی بہترین اور مستند تفسیر التفسیر الماثور کہلاتی ہے یعنی وہ تفسیر جس میں قرآنی آیات کی تفسیر و تشریح قرآنی آیات و احادیث کی روشنی میں گئی ہو۔اور تفسیر روح المعانی اس کی واضح مثال ہے۔

تفسیر روح المعانی علمائے برصغیر کی نظر میں

علامہ تقی عثمانی فرماتے ہیں کہاں چند تفاسیر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا احقر پر ذاتی طور سے بڑا نا قابل فراموش احسان ہے اور جو احقر کو سلف کے تفسیری علوم کا خلاصہ محسوس ہوتی ہے اور جب کبھی کسی آیت کی تفسیر میں کوئی الجھن پیش آئی ہے احقر نے سب سے پہلے انہی کی طرف رجوع کیا ہے اور جن کے بارے مجھ ناچیز کا خیال یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کے لئے جو ضخیم تفاسیر کا باقاعدہ مطالعہ نہیں کر پاتے یہ کتابیں بڑی حد تک دوسری کتب کی کمی پوری کر دیتی ہے۔"(۲۳)

اس فہرست میں پانچویں نمبر پر موصوف مذکورہ تفسیر روح المعانی کے بارے میں فرماتے ہیں یہ چونکہ بالکل آخری دور کی تفسیر ہے اس لئے انہوں نے کوشش کی کہ سابقہ تفاسیر کے اہم مباحث سب جمع کر دیں چنانچہ اس میں لغت ، نحو،ادب ،بلاغت، فقہ،عقائد، کلام، فلسفہ،ہیت، تصوف اور متعلقہ روایات پر بھی مبسوط بحثیں اور کوشش یہ فرمائی ہے کہ ان سے متعلق کوئی گوشہ تشنہ نہ رہے ،روایات حدیث کے معاملہ میں بھی علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ دوسرے مفسرین کے مقابلہ میں محتاط رہے ہیں اس لحاظ سے اس کتاب کو سابقہ تفاسیر کا خلاصہ کہنا چاہیے ،اور اب تفسیر قرآن کے سلسلے میں کوئی بھی کام اس کی مدد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔"(۲۴)

مزید فرماتے ہیں کہ پانچ تفاسیر احقر کے ناچیز ذوق کے مطابق ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص صرف انہی پر اکتفاء کر لے تو انشاء اللہ مجموعی حیثیت سے اسے دوسری تفاسیر سے بے نیاز کر دیں گی۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (۲) تفسیر کبیر (۳) تفسیر ابی السعود (۴) تفسیر القرطبی (۵) تفسیر روح المعانی۔[۲۵] ڈاکٹر صبحی صالح صوفیاء کی تفاسیر کی ضمن میں فرماتے ہیں کہ تفسیر روح المعانی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو تصوف کے نقطہ خیال سے لکھی گئی تفاسیر سے ملتی جلتی ہے اس کو تفسیری اشاری کہتے ہیں، اسی تفاسیر میں ظاہری معنی کی تاویل کر کے ان کو باطنی معانی سے ہم رنگ و ہم آہنگ بنایا جاتا ہے، علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۷۰ھ کی تفسیر روح المعانی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ پہلے آیات کا ظاہری مفہوم بتا کر ان کے پوشیدہ معانی پر روشنی ڈالتے ہیں جو بطریق رمز و اشارہ ان سے اخذ کئے جاتے ہیں مثلاً آیت کریمہ "**واذاخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما اتینکم بقوۃ واذکروا ما فیه لعلکم تتقون**"[۲۶] کی تفسیر میں علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔"[۲۷]

ڈاکٹر محمود احمد غازی علیہ الرحمۃ نے اپنے خطبہ ششم "تاریخ اسلام کے چند عظیم مفسرین قرآن" میں فرمایا: آٹھویں صدی ہجری کے بعد آئندہ چار سو سال تک کسی نئے اسلوب اور کسی قابل ذکر نئے رجحان کی کوئی مثال نہیں ملتی اس لئے ہم براہ راست تیرہویں صدی میں آجاتے ہیں دو تفسیریں قابل ذکر ہیں ایک تفسیر صدی کے شروع کی ہے اور دوسری صدی کے آخر کی ہے تیرہویں صدی کے شروع کی نمایاں ترین تفسیر، تفسیر روح المعانی ہے جو اسی بغداد میں لکھی گئی جو آج خونم خون ہے بغداد کے نامور سپوت اور دنیائے اسلام کے قابل فخر، علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ بغدادی نے ایک تفسیر لکھی تھی جو روح المعانی کے نام سے ۳۰ جلدوں میں ہر جگہ دستیاب ہے۔

اس تفسیر کے بہت سے ایڈیشن چھپ چکے ہیں یہ اس اعتبار سے بہت مقبول تفسیر ہے کہ دنیائے اسلام کے ہر طبقے اور ہر علاقے میں اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور اہل علم کے ہر طبقے میں اس کو مقبولیت حاصل ہوئی جو حضرات عقلی رجحان رکھتے تھے انہوں نے اس میں عقلی مواد پایا جو لوگ روحانی اور صوفیانہ مزاج رکھتے ان کی دلچسپی کا سامان بھی اس میں موجود ہے اس لئے کہ علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ خود ایک روحانی سلسلہ سے وابستہ تھے فقہی رجحان رکھنے والوں کے لئے اس تفسیر میں فقہی احکام بھی تفصیل سے موجود ہیں اس اعتبار سے یہ ایک جامع تفسیر ہے اور برصغیر کے کم و بیش

تمام مفسرین پر اس تفسیر کے اسلوب اور مندرجات نے گہرا اثر ڈالا ہے بر صغیر کی اردو تفاسیر میں شاید کوئی تفسیر ایسی نہیں ہے جس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ بغدادی کے اثرات نہ ہوں۔"(۲۸)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: متاخرین میں علامہ سید محمود آلوسی حنفی ۱۲۷۰ھ کی "روح المعانی" بہت عمدہ اور جامع تفسیر ہے اس میں صرف، نحو، بلاغت، قراءت، شان نزول اور عقائد سے بحث کی ہے اور فقہی مسائل میں فقہ حنفی کو ترجیح دی ہے۔ علامہ نبہانی نے "شواہد الحق" میں لکھا ہے کہ ان کا پوتا نعمان آلوسی علیہ الرحمۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اور شیخ ابن تیمیہ کے افکار سے متاثر تھا اور اس نے ان کی تفسیر کے بعض مقامات میں تحریف کر دی ہے۔(۲۹)

علامہ شاہ حسین گردیزی متقدمین و متاخرین تفاسیر کا موازنہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے عصر میں بھی اردو میں کئی تفاسیر لکھی گئی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں لیکن وہ زیادہ تر عربی تفاسیر کی نقل اور تراجم ہیں ان میں مصنفین نے جس چیز کا اضافہ کیا ہے وہ گرہی معتقدات و نظریات ہیں تاہم بعض تفاسیر میں کچھ خوبیاں بھی ہیں چونکہ ہمارے اس دور میں علم کی بنیاد بدل گئی ہے اور عمومی تعلیم غیر دینی اور غیر عربی ہے اس لئے ان لوگوں کی حیثیت کو پیش نظر رکھ کر طرز بیان اور انداز بیان عامیت اور سہلیت کو اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں نہ تو کشاف و بیضاوی جیسی لسانی بار کیاں ہیں نہ رازی جیسی متکلمانہ ابحاث ہیں نہ ابو حیان اندلسی جیسی صرفی نحوی نکات ہیں نہ روح المعانی جیسی عربی لسانیات کی نکتہ بیانیاں ہیں اور نہ ہی روح البیان اور مظہری جیسی صوفیانہ نکات و دقائق ہیں۔"(۳۰)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کے تسامحات

علامہ سورہ یونس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: بعض علمانے سورہ یونس کے مکی ہونے سے تین آیتوں کا استثنا کیا ہے فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ، أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ(۳۱) لیکن یہ تینوں آیات سورۃ یونس کی نہیں بلکہ سورۃ ھود کی آیات بالترتیب ۱۲، ۱۷ اور ۱۱۴ ہیں۔"(۳۲)

متعہ بالاتفاق حرام ہے تاہم سورہ المومنون کی آیت (۴) چار سے اس کی حرمت پر استدلال کرنا علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ کا تسامح ہے کیونکہ المومنون مکہ میں نازل ہوئی اور متعہ ۷ھ تک حلال تھا جیسا کہ صحیح مسلم صحیح بخاری اور ترمذی کی حدیث میں ہے۔"(۴۳)

سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین (ترجمہ تمہیں سلام ہو ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے) اس آیت کے تحت علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے امام ابو بکر جصاص کا نظریہ نقل کرنے میں غلطی کی: وہ لکھتے ہیں کہ امام ابو بکر جصاص نے اس آیت سے کافروں کو ابتدا سلام کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے حالانکہ امام ابو بکر جصاص نے اس نظریہ کا رد کیا ہے جیسا کہ علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا اسلام لانے والے اہل کتاب نے جو یہودیوں کو سلام علیکم کہا یہ سلام تودیع ہے سلام تحیت نہیں ہے یا یہ سلام متارکہ ہے جیسا کہ الفرقان ۶۳ میں ہے اور جو اس آیت میں کافر کو ابتدا سلام کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ جصاص نے کہا ہے اس سلام سے غرض صرف متارکہ یا تودیع ہے: حالانکہ امام ابو بکر کی تفسیر میں اس کے بالکل خلاف اور برعکس لکھا ہوا ہے امام ابو بکر جصاص نے احکام القرآن میں لکھا ہے مجاہد نے کہا کہ بعض اہل کتاب مسلمان ہو گئے ان کو مشرکین نے اذیت پہنچائی تو انہوں نے درگذر کیا اور کہا تمہیں سلام ہو ہم جاہلوں سے بحث کرنا نہیں چاہتے امام ابو بکر جصاص نے کہا یہ سلام متارکہ ہے یہ سلام تحیت نہیں ہے یہ آیت اس آیت کی مثل ہے۔ "واذاخاطبهم الجاهلون قالوا سلاما" اور اس آیت کی مثل ہے۔ "واهجرنی ملیا "(ترجمہ جا ایک لمبی مدت تک مجھ سے الگ رہ) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "قال سلام علیک ساستغفر لک ربی" (ترجمہ ابراہیم نے کہا تم پر سلام ہو میں اپنے رب سے تمہاری مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔

اور بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ گمان کیا ہے کہ کافر کو ابتدا سلام کرنا جائز ہے حالانکہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ سلام کے دو معنی ہیں ایک مسالمہ ہے یعنی کسی کے ترک کرنے اور چھوڑنے کے لئے سلام کرنا اور دوسرا سلام تحیت ہے یعنی کسی کی تعظیم کرنے کے لئے سلام کرنا اور اس کے لئے امن اور سلامتی کی دعا کرنا، جیسے مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور نبی ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے۔"(۴۴)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے امام جصاص کی منسوب کر کے جو لکھا ہے کہ وہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ کفار کو ابتدا اسلام کرنا جائز ہے ان یہ نقل صحیح نہیں ہے۔ (۳۵)

حوالہ جات و حواشی

۱۔ مأخوذ من ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة
https://ar.wikipedia.org/wiki/%D8%B4%D9%87%D8%A7%D8%A8_%D8%A7%D9%84%D8%AF%D9%8A%D9%86_%D8%A7%D9%84%D8%A2%D9%84%D9%88%D8%B3%D9%8A

۲۔ ابو عبد الرحمٰن فواد بن سراج عبد الغفار، تخریج و تحقیق علی روح المعانی، المکتبۃ التوفیقیۃ مصر، ۲۰۰۸

۳۔ ایضاً

۴۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۰۸۵ء، ج ۷، ص ۱۷۶

۵۔ البقرۃ ۲:۱۵

۶۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ، علامہ، تفسیر روح المعانی، المکتبہ التوفیقیہ، القاھرہ، مصر، تحت آیۃ البقرۃ:۱۵

۷۔ الجمعۃ ۶۲:۱۱

۸۔ مرادآبادی، نعیم الدین، مولانا، خزائن العرفان،

۹۔ ایضاً، تحت آیۃ الجمعۃ:۱۱

۱۰۔ البقرۃ ۲:۲۳۶

۱۱۔ ایضاً، تحت آیۃ البقرۃ:۲۳۶

۱۲۔ المائدہ ۴:۱۲

۱۳۔ شاہ حکیم، محمد اختر، آداب محبت، ص ۴۶

۱۴۔ شاہ حکیم، محمد اختر، نکاح کے بعد مزیدار زندگی کیسے گزاریں، ص ۴۴

۱۵۔ محمد طاہر، علامہ آلوسی کی تفسیر روح المعانی کا اردو ترجمہ، تخریج اور تحقیق، یونیورسٹی آف ملاکنڈ، ۲۰۱۸، ص ۷

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۷

۱۷۔ ایضاً ص ۲۰۳

۱۸۔ امہ سیالوی، محمد اشرف، ترجمہ شواہد الحق، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۴۶۹

۱۹۔ ایضاء، ص ۱۲

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۲

۲۱۔ ایضاً، جلد ا، ص ا، ۳۸۱

۲۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ا، ۳۸۱

۲۳۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، علوم القرآن، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ص ۵۰۱

۲۴۔ ایضاً، ص ۵۰۵

۲۵۔ ایضاً، ص ۵۰۶

۲۶۔ البقرۃ ۲:۶۳

۲۷۔ حریری، غلام احمد، ترجمہ علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ بازار، فیصل آباد، ص ۴۲۴

۲۸۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، ص، ۲۱۶

۲۹۔ علامہ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور، ج ا، ص ۱۲۷

۳۰۔ گردیزی، شاہ حسین، علامہ، الذنب فی القرآن، مکتبہ تہامہ کراچی، ص ۲

۳۱۔ آلوسی، محمود بن عبد اللہ، تفسیر روح المعانی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ج ۶، ص ۳۰۲

۳۲۔ آلوسی، محمود بن عبد اللہ، علامہ، تفسیر روح المعانی، دار لفکر بیروت ۱۴۱۷ھ، ج ۷، ص ۸۷

۳۳۔ علامہ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور، ج ۲، ص ۶۳۷

۳۴۔ الجصاص، ابو بکر احمد بن علی، احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ، ج ۳، ص ۳۴۹

۳۵۔ علامہ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور، ج ۸، ص ۸۳۸